حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

محمد شفیق ربانی توحید آبادی (ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد)

نام

زینب رضی اللہ عنہ نام ہے۔ جناب سرور کائنات خاتم المرسلین امام المتقین کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں، جو راہِ الٰہی میں شہید ہوئیں۔ آپ کی نسبت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ میری سب سے اچھی لڑکی تھی جو میری محبت میں ستائی گئی۔

آپ رضی اللہ عنہا کی والدہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہیں۔ جنھوں نے تصدیق رسالت میں سب سے پہلے پیش قدمی کی اور جن کے فضائل و مناقب اس قدر ہیں کہ اس امت میں آپ کا وہی مرتبہ ہے جو امت سافیہ میں حضرت مریم علیہ السلام کا تھا۔

ولادت

بعثت سے دس سال قبل پیدا ہوئیں۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر تیس سال کی تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے حالات عہد طفولیت کے پردہ خفا میں ہیں۔

نکاح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کم سنی میں قبل نبوت آپ کے حقیقی خالہ زاد بھائی ابوالعاص رضی اللہ عنہ (ملقب بن لقیط) بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن شمس بن عبد مناف بن قصی کے ساتھ ہوئی جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حقیقی بہن ہالتہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔ حضرت زینب کے جہیز میں منجملہ دیگر سامان کے عقیق یمنی کا ایک ہار بھی تھا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔

اسلام

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منصب نبوت پر فائز ہوئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا اسلام لے آئیں۔

ہجرت

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے

شوہر ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے اسلام نہ لانے سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور اُن کو شرک کی حالت میں وہیں مکہ میں چھوڑ دیا۔

عام حالات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے باہمی تعلقات اور نشاط اور شریفانہ طرزِ عمل کی اکثر تعریف فرمایا کرتے تھے۔ چونکہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ شرک میں مبتلا تھے اور اسلام کا حکم یہی ہونا چاہیے تھا کہ زوجین میں تفریق کر دی جائے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مکہ میں مغلوب تھے اور کوئی اسلامی قوت نہ تھی۔ کفار کی ایذا رسانی کا بازار گرم تھا۔ اشاعت اسلام کا پہلا زمانہ تھا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحتاً زوجین میں تفریق نہ فرمائی۔

اشاعت اسلام کے ساتھ کفار کی مخالفت بھی روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کا کوئی طریقہ ایسا نہ تھا جو انھوں نے اختیار نہ کیا ہو۔ قریش کے چند لوگوں نے ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو مجبور کیا کہ وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں اور بجائے اُن کے قریش کی کسی لڑکی سے نکاح کر لیں۔ لیکن انھوں نے انکار کیا۔ یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی قرابت کو اچھا سمجھتے تھے اور ان کی تعریف کرتے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بھی حضرت ابوالعاص سے بہت محبت تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا محبت و ایثار کا حال ذیل کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔

نبوت کے تیرھویں سال جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے سسرال میں تھیں اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ مشرکین کے ہمراہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ عبداللہ بن جبیر بن نعمان نے دوسرے قیدیوں کے ساتھ ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو بھی گرفتار کیا۔ اس گرفتاری کی خبر اہل مکہ کو پہنچی تو اہل مکہ نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے فدیہ بھیجا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے دیور عمرو بن ربیع کو وہ ہار (جو آپ کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے جہیز میں دیا تھا) دے کر روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ ہار پیش کیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیکھ کر مغموم و محزون ہوئے اور ہار دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی یاد تازہ ہوگئی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تم لوگ مناسب خیال کرو تو زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر کو رہا کر دو اور اس کا ہار بھی واپس کر دو۔ چنانچہ وہ رہا کر دیا اور ہار بھی واپس کر دیا گیا۔ چونکہ سب قیدی فدیہ پر چھوڑے گئے تھے اور یہ شان نبوت کے خلاف تھا کہ ابوالعاص صرف

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہونے کی حیثیت سے بغیر کسی فدیہ کے چھوڑ دیے جاتے۔ اس لیے ابوالعاص کا فدیہ قرار دیا گیا کہ وہ مکہ پہنچ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے لانے کے لیے ابوالعاص کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھی روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم بطن یاجج میں ٹھہر کر انتظار کرنا۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا وہاں آجائیں تو اُن کو اپنے ہمراہ لیکر مدینہ چلے آنا۔ ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے مکہ پہنچ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ منورہ جانے کی اجازت دے دی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب سامان سفر کی تیاری میں مشغول تھیں تو ہند بن عتبہ آپ کے پاس آئیں اور کہا اے بنتِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا تم اپنے باپ کے پاس جارہی ہو......؟ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ فی الحال تو ایسا ارادہ نہیں ہے۔ آگے جو خدا کو منظور ہو۔ ہند نے کہا بہن اس پوشیدگی کی کیا ضرورت ہے......؟ اگر تم واقعی جا رہی ہو اور کچھ زادِ راہ وغیرہ کی ضرورت ہے تو بے تکلف کہہ دو میں خدمت کے لیے حاضر ہوں۔ ابھی طبقہ نسواں میں عداوت کا وہ زہریلا اثر پیدا نہیں ہوا تھا' جو مردوں میں سرایت کر چکا تھا۔ اس لیے حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہند جو کچھ کہہ رہی تھیں' وہ سچے دل سے کہہ رہی تھیں۔ یعنی اگر مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو وہ غالباً ضرور پورا کرتیں۔ لیکن وقت کی مصلحت سے انکار کردیا۔

غرض جب سامان سفر سے فراغت ہو گئیں تو اپنے دیور کنانہ بن ربیع کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں۔ چونکہ کفار کا غلبہ تھا اور اُن کے تعرض کا خوف تھا' اس لیے آپ کے دیور کنانہ نے اپنے ساتھ ترکش اور کمان وغیرہ بھی رکھ لیا۔ جب یہ لوگ روانہ ہوئے تو قریش میں کھلبلی مچ گئی اور گرفتاری کی فکر کی گئی۔ چنانچہ قریش کی ایک جماعت اُن کی جستجو میں نکلی اور مقامِ ذی طویٰ میں اُن دونوں کو گھیر لیا۔ اس جماعت میں ہبار بن اسود (یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد بھائی کے لڑکے تھے اور اس رشتہ سے حضرت زینب کے بھائی تھے۔ ان کی بے جا حرکت پر فتح مکہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے قتل کی اجازت دے دی تھی۔ لیکن انھوں نے اپنی تقصیر کی معافی چاہی اور مشرف بہ اسلام ہوئے) اور ان کے ساتھ ایک اور دوسرا شخص بھی تھا' ان دونوں میں سے کسی ایک نے نیزہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر حملہ کیا۔ وہ اونٹ سے زمین پر گر پڑیں۔ وہ حاملہ تھیں' حمل ساقط ہو گیا۔ چوٹ بہت زیادہ آئی۔ اس پر کنانہ نے ترکش سے تیر نکالا اور کہا اب جو کوئی میرے قریب آئے گا' وہ ان تیروں کا نشانہ بنے گا۔ لوگ منتشر ہو گئے۔

ابوسفیان سردار ان قریش کے ساتھ آگے بڑھا اور کہا کہ تم اپنے تیروں کو تھوڑی دیر رو کے

رکھو کہ ہم تم سے کچھ باتیں کرلیں۔ کنانہ نے اپنے تیر ترکش میں رکھ لیے اور اُن سے پوچھا کہ کیا کہتے ہو جو کچھ کہنا ہے کہو۔ ابوسفیان نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں جو مصیبتیں اور تکلیفیں، شکست، رسوائی اور ذلت کی صورت میں ہم لوگوں کو پہنچی ہیں، اس سے تم بے نیاز نہیں ہو۔ اب اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو اعلانیہ ہمارے سامنے لے جاؤ گے تو لوگ اسے ہماری کمزوری اور بزدلی پر محمول کریں گے اور ہمارے خفت وادبار کا پیش خیمہ خیال کریں گے۔ یہ تو تم خود خیال کر سکتے ہو کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو روکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، لیکن مقصد یہ ہے کہ اس وقت تم لوٹ چلو، جب ہنگامہ فرو ہو جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو واپس کرا لائے تو تم چوری چھپے دوسرے وقت اُن کو لے جانا۔ کنانہ نے اس بات کو منظور کر لیا اور وہ واپس آ گئے۔ جب یہ واقعہ عام طور سے مشہور ہو گیا تو ایک روز مخفی طور پر اُن کو لے کر روانہ ہو گئے اور بطن یا جج میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر کے واپس چلے آئے جو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

چونکہ ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت زینب رضی اللہ عنہ سے محبت تھی او، ان دونوں کے تعلقات بہت خوش گوار تھے، اس لیے حضرت زینب رضی اللہ عنہا جب مدینہ منورہ تشریف لے گئیں تو ابوالعاص رضی اللہ عنہ بہت مغموم رہنے لگے۔ ایک مرتبہ شام کے سفر میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت یاد آئیں تو انھوں نے یہ دو شعر پڑھے

ذکرت زینب لما ورکت ارما
فقلت سقیا لشخص یسکن الحرما

بنت الامین جزاها الله صالحا
وکل بعل یثنی ما الذی علما

”جب میں موضع ارم سے گزرا تو زینب رضی اللہ عنہا کو یاد کیا اور (بے ساختہ) یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو حرم میں سکونت پذیر ہے۔ امین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لڑکی کو خدائے تعالیٰ جزائے نیک دے اور ہر شوہر اسی بات کی تعریف کرتا ہے جس کو وہ خوب جانتا ہے۔“

ابوالعاص تجارتی تجربہ اور امانت داری کے لحاظ سے بہت مشہور تھے۔ اہل قریش اپنا تجارتی مال اُن کے ساتھ فروخت کرنے کے لیے بھیج دیا کرتے تھے۔

جمادی الاول ۶ ھ میں ابوالعاص رضی اللہ عنہ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں سے واپس ہونے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو مصر ایک سو ستر افراد کے تعاقب کے لیے روانہ فرمایا۔ چنانچہ مقام عیص میں دونوں قافلے ایک دوسرے کے دوبدو ہوئے۔ سواران اسلام نے مشرکین کو گرفتار کیا اور جو کچھ مال

ان کے پاس تھا' اس پر قبضہ کیا۔ لیکن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی گئی۔ ابوالعاص نے جب قافلہ کا یہ حشر دیکھا تو فوراً مدینہ منورہ گئے اور وہاں پہنچ کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے پناہ طلب کی۔ چنانچہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں مشغول تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بلند آواز سے فرمایا "**انی قد اجرت ابالعاص**" یعنی میں نے ابوالعاص کو گھر پناہ میں لیا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے لوگو! تم نے کچھ سنا۔ سب نے عرض کیا جی ہاں سُنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس سے قبل اس واقعہ کی کچھ اطلاع نہ تھی۔ کیا عجب بات ہے کہ مسلمانوں کے کمزور لوگ دشمنوں کو پناہ دیتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا ابوالعاص کا جو کچھ مال و متاع لیا گیا ہے' واپس کرا دیا جائے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل سریہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میرے اور ابوالعاص کے رشتہ سے واقف ہو۔ اگر تم اس کے ساتھ احسان کرو گے اور اس کا مال و متاع واپس کر دو گے تو میری خوشی کا باعث ہوگا ورنہ تمھیں اختیار ہے۔ سب نے کہا ہم کل چیزیں واپس کرنے کے لیے حاضر ہیں۔ چنانچہ سب چیزیں واپس کر دی گئیں۔ ادھر یہ حکم اہل سریہ کو بھیجا اور ادھر اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا سے یہ فرمایا کہ تم ابوالعاص کی خاطر مدارت اعزاز و احترام میں کوئی کمی نہ کرنا۔ لیکن جب تک وہ مشرک رہیں' اُن کی قرابت سے احتراز کرنا۔ کیونکہ اسلام و کفر دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ اس کے بعد ابوالعاص اپنا مال و اسباب لے کر مکہ روانہ ہو گئے۔ مکہ پہنچ کر جس جس کا کچھ لینا دینا تھا' لے دے کر حساب صاف کیا اور ایک روز قریش کو مخاطب کر کے کہا کہ اے اہل قریش اب میرے ذمہ کسی کا کوئی مطالبہ تو باقی نہیں ہے۔ اہل قریش نے کہا ہاں بے شک اب کوئی مطالبہ نہیں ہے اور خدا تم کو جزائے نیک دے۔ تم ایک باوفا اور کریم النفس شخص ہو۔

ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں سن لو میں اب مسلمان ہوتا ہوں اور یہ کہہ کر ﴿**اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله**﴾ پڑھا اور فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد اسلام لانے سے صرف یہ امر مانع تھا کہ تم لوگ یہ خیال نہ کر لو میں تمھارے مال کو غبن کر چکا ہوں۔ اس لیے مسلمان ہو گیا ہوں۔ اب جب کہ خدا نے مجھے اس بار گراں سے بخیر و خوبی سبکدوش کر دیا تو اب کوئی امر حائل نہیں کہ میں اسلام نہ قبول کروں۔

یہ واقعہ محرم ۷ھ کا ہے۔ اس کے بعد ابوالعاص رضی اللہ عنہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ

تشریف لائے۔ جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوکر مدینہ پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بعقد اول ان کی طرف رجوع کر دیا۔ اس وقت سورۃ برأت نازل نہیں ہوئی تھی۔ مسلمان عورتیں اپنے شوہروں کے پاس اسلام لانے کے بعد بلا تجدید نکاح ان کی زوجیت میں آجایا کرتی تھیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنے والد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے بہت محبت رکھتی تھیں۔

اولاد

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے صلب سے حضرت زینب رضی اللہ عنہ کی دو اولادیں پیدا ہوئیں۔ ایک فرزند علی اور ایک دختر امامہ تھی۔

وفات

حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے تقریباً سال سوا سال تک زندہ رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ ۸ھ میں وفات پائی۔

غسل اور کفن

حضرت ام ایمنؓ حضرت سودہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنھن غسل میں شریک تھیں۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میں زینب رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل میں شریک تھی۔ غسل کا طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بتلاتے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے ہر عضو کو تین بار یا پانچ بار غسل دو۔ اس کے بعد کافور لگاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے یہ بھی فرمادیا تھا کہ جب غسل سے فارغ ہوجاؤ تو مجھے خبر کر دینا۔

چنانچہ جب وہ فارغ ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہبند عنایت فرمایا اور فرمایا اس کو کفن کے اندر پہنا دو۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے انتقال کے تھوڑے دن بعد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا بھی انتقال ہوگیا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبر میں اتارا اور سپرد خاک فرمایا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر رنج و ملال کے آثار نمایاں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو یاد کیا تو خدا تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے خدا تو زینب رضی اللہ عنہا کی مشکلات کو آسان کر دے اور اس کی قبر کی تنگی کو کشادگی سے بدل دے۔ آمین۔

رضی اللہ عنہا و رضیت عنہ

☆......☆......☆......☆......☆